فرضی قصّے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچّوں کا میگزین

پندرہ روزہ

روضۃ الاطفال

لاهور پاکستان

132 30 نومبر 2012ء 14 محرم الحرام 1434ھ

کچھ باتیں والدین کی

فلسطینی بچے...!

فرمانِ الٰہی جل جلالہ

’’اور کتنے ہی ایسے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے ، اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور تم کو بھی وہی دیتا ہے اور وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔‘‘

(میمونہ،ساویہ۔فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ نبوی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔‘‘ (ترمذی)

(سحر انور۔راولپنڈی)

پہلی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی پیارے بچو!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں ہی رکھے۔ آمین

آپ نے سنا ہی ہوگا کہ اس وقت فلسطینی علاقہ ’’غزہ‘‘ پر اسرائیلی طیارے مسلسل بمباری کر رہے ہیں۔ ان ظالموں نے اب تک تقریباً 600 حملے کیے ہیں جن میں 100 سے زائد فلسطینی شہید ہوئے ہیں۔ شہید ہونے والوں میں 2 درجن سے زائد بچے بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بیسیوں عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے جبکہ حماس کے کمانڈر بھی ان حملوں میں شہید ہوئے ہیں۔ یہ ظلم وستم ابھی بھی جاری ہے اور ہر روز شہادتوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

دوسری طرف حماس کے مجاہدین نے بھی جوابی کارروائیوں کا آغاز کر رکھا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اب تک نصف درجن اسرائیلی مارے گئے ہیں جبکہ ایک ڈرون اور ایک F-16 طیارہ بھی مار گرایا جا چکا ہے۔ اسرائیلی فوج ہمیشہ سے ہی اس تکبر بھری سوچ کا شکار رہی ہے کہ ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اللہ کی خاص مدد سے ان کی یہ سوچ ہر دفعہ غلط ثابت ہوتی ہے۔ اللہ نے چاہا تو اس دفعہ بھی انہیں خوب سبق سکھایا جائے گا۔ یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو ابتدائی طور پر شہادتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر مسلمان جہاد پر ڈٹے رہیں تو جلد ہی حالات مسلمانوں کے حق میں بہتر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور بالآخر مسلمان فتح یاب ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! اس حوالے سے ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم ان معصوم بچوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کریں جو کسی بھی جگہ ظلم کا شکار ہیں۔ اللہ انہیں بھی اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

اس کے علاوہ ہم نے ان کی مدد کے لیے بھی بھرپور مہم چلانی ہے۔ اس حوالے سے اپنے قریبی مسئول بھائی سے الحمد یہ روضہ سوسائٹی کا فنڈ بکس حاصل کریں اور دوستوں کو ترغیب دلا کر زیادہ سے زیادہ امداد غزہ بھیجنے کے لیے اکٹھی کریں۔ اس حوالے سے مزید واضح لائحہ عمل جلد ہی آپ کے سامنے آجائے گا کہ کس طرح ہم ان معصوم مسلمانوں کی مزید مدد کر سکیں گے۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

والسلام

رَبَّنَا

کپڑا پہننے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا (الثَّوْبَ) وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ (ابوداود ،ترمذی ، ابن ماجہ)

’’سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کسی طاقت اور کسی قوت کے بغیر مجھے عطا کیا۔‘‘

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط وکتابت کیلئے: / ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

ذہانت ہو تو ایسی

ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی، اتنی چھوٹی عمر میں انہیں ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث زبانی یاد تھیں......!! یہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے......!!

ہوش سنبھالا ہی تھا کہ آپ ﷺ کی خدمت کے لیے انہیں گھر والوں نے وقف کر دیا۔ ہر سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے۔ دورانِ سفر کئی مرتبہ انہیں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے وضو کا ارادہ کیا تو میں نے فوراً پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ میری اس خدمت گزاری پر بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو مجھے بھی اپنے ساتھ نماز پڑھنے کا فرمایا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے پیچھے کی جانب کھڑا ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: عبداللہ! تم میرے ساتھ کیوں نہ کھڑے ہوئے......؟ میں نے کہا: حضور! آپ ﷺ کی عزت و احترام اور عظمت اعلیٰ کی بنا پر آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ نے میری یہ بات سن کر آسمان کی طرف اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھایا اور یہ دعا فرمائی:

''الٰہی......! عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکمت و دانائی عطا فرما''

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی دینی کاموں میں دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا دیکھتے رہتے تھے کہ آپ ﷺ راستہ میں کیسے چلتے ہیں......؟ قدم مبارک کس طرح اٹھاتے ہیں؟ اپنے پاؤں کو کہاں رکھتے ہیں؟ کہاں سے مڑتے ہیں؟ پھر جب اسی راستے سے دوبارہ سفر کرنا ہوتا تو راستہ چلنے میں آپ ﷺ کی نقل فرماتے۔ جیسے آپ ﷺ نے قدم اٹھایا ہوتا، ویسے ہی قدم اٹھاتے۔ جہاں آپ ﷺ رکتے تھے، یہ بھی رک جاتے......جس طرح آپ ﷺ راستے میں مڑ جاتے تھے یہ بھی ویسے ہی راستہ مڑتے......!!

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث کے بہت بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حساس دل، پاکیزہ ذہن اور قوی حافظہ عطا کیا تھا۔ ایک دفعہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ ایک عیسائی نے چار سوال لکھ کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے کہ ان سوالوں کے جواب دو۔ آخر میں یہ بھی لکھا کہ ان تمام سوالوں کے جواب اللہ کی اتاری گئی کتابوں سے دیے جائیں......!!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا تاکہ وہ ان سوالوں کے جوابات لکھ دیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جواب لکھنے بیٹھ گئے......!!

عیسائی کا پہلا سوال یہ تھا......!! ایک ماں کے پیٹ سے دو بچے ایک دن پیدا ہوئے پھر ایک ہی دن، وقت اور مقام پر ان کا انتقال ہوا لیکن ان سے ایک بھائی کی عمر 100 سال بڑی اور دوسرے بھائی کی عمر 100 سال چھوٹی تھی یہ دونوں بھائی کون تھے......؟؟ کیا ایسا ہونا ممکن ہے......؟؟

اس کا دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ کون سی زمین ہے جس پر ابتدائے پیدائش سے لے کر قیامت تک صرف ایک بار سورج نکلا ہے، اس سے پہلے اس زمین پر نہ کبھی سورج نکلا اور نہ ہی نکلے گا......؟؟

تیسرا سوال کچھ یوں تھا: وہ کون سی قبر ہے جس کا مردہ بھی زندہ تھا اور قبر بھی زندہ تھی اور قبر اپنے مردے کو سیر کرواتی پھرتی تھی۔ پھر وہ مردہ قبر سے نکل کر زندہ رہا اور پھر مرا ہو......؟

چوتھا سوال تھا کہ وہ کون سا قیدی ہے جسے قید خانے میں سانس لینے کی اجازت نہیں اور قیدی سانس لیے بغیر زندہ رہتا ہے......؟؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سوالوں کے جواب کچھ اس طرح دیئے......!!

جن دونوں بھائیوں کے متعلق تم (عیسائی) نے دریافت کیا ہے وہ حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے بھائی ہیں۔ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے اور وفات بھی ایک ہی دن ہوئی لیکن اللہ نے دنیا والوں کو اپنی قدرت دکھانے کے لیے حضرت عزیر علیہ السلام کو پورے سو سال تک مارے رکھا اور پھر زندہ کیا۔ وہ زندہ ہو کر اپنے گھر گئے چند دن تک زندہ رہے پھر آپ علیہ السلام کی اور آپ علیہ السلام کے بھائی کی ایک ہی دن، وقت میں وفات ہوئی۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا: ''اللہ نے انہیں سو سال موت دی اور زندہ کر دیا'' (البقرہ)

جس زمین پر اب تک صرف ایک بار سورج نکلا ہے اور پھر کبھی نہ نکلے گا وہ سمندر کی کھاڑی اور دریائے قلزم کی تہہ ہے۔ اسی جگہ پر فرعون اپنے لشکر کے ساتھ غرق ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر پار ہو گئے تھے......!!

جو قبر اپنے مردے کو سیر کراتی رہی وہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی تھی جس نے آپ علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور خود بھی زندہ تھی اور حضرت یونس علیہ السلام بھی زندہ رہے۔ مچھلی آپ علیہ السلام کے لیے اِدھر اُدھر چلتی تھی پھر آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ سلامت نکلے اور ایک عرصہ زندہ رہے۔ پھر وفات پائی۔

جو قیدی قید خانے میں زندہ رہتا ہے اور سانس بھی نہیں لیتا وہ یہ بچہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں قید ہوتا ہے اور اللہ نے اس کے سانس لینے کا ذکر نہیں فرمایا۔ وہ بغیر سانس لیے زندہ رہتا ہے......!!

یہ جوابات امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عیسائی کو بھیج دیئے اور وہ جوابات پڑھ کر حیران رہ گیا......!!

(حبیبہ ابوبکر۔ موڑ کھنڈا)

سیر ''بے سیر''

سیرِ جہاں

ساجد الرحمٰن

سیر ایک ایسا لفظ ہے کہ اس کو سنتے ہی سرسبز شاداب پہاڑ، رنگارنگ پھولوں سے بھرے ہوئے پارک اور منفرد و نایاب چیزوں سے بھرے ہوئے مقامات ذہن میں آ جاتے ہیں۔ کچھ مقامات کی سیر کرتے ہوئے انسان بہت کچھ دیکھنے کے باوجود بھی لطف اندوز نہیں ہو پاتا۔ لیکن کچھ جگہوں پر سیر کرتے ہوئے بندہ کچھ نہ بھی دیکھے لیکن پھر بھی بہت لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

ہاں! آپ کو بتا دیں اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ آپ نے سیر کرنے کے لیے جن دوستوں کا انتخاب کیا ہے، اگر وہ خوش مزاج اور ہنس مکھ ہیں تو آپ جس جگہ کا بھی انتخاب کریں گے خوب لطف اندوز ہوں گے۔

آج آپ کو ایسی ہی سیر کا احوال سناتے ہیں کہ ہم نے دیکھا بھی کچھ نہیں اور سیر بھی بہت کی۔ آپ بھی سوچیں گے کہ آپ نے دیکھا تو کچھ نہیں مگر لطف اندوز بھی خوب ہوئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ ہم مرکز میں تھے اور چند مہمان آئے ہوئے تھے۔ ایک بھائی گلگت بلتستان سے اور ایک بھائی بلوچستان سے آئے ہوئے تھے۔ اچانک ہمارا پروگرام بنا کہ اتنی دور سے بھائی آئے ہوئے ہیں تو ان کو لاہور کی سیر کروائی جائے۔

تمام بھائیوں نے ہاں میں ہاں ملائی لیکن دو تین بھائی نہیں مان رہے تھے۔ اب مسئلہ یہ تھا ان کو سیر کے لیے کس طرح تیار کیا جائے۔؟ اس کے لیے جارحانہ انداز اختیار کیا۔ امیر صاحب کی طرف سے بھی اجازت مل گئی۔ طے یہ پایا کہ جو نہیں جائے گا وہ بھائیوں کے جانے کا کرایہ ادا کرے گا۔ یہ سن کر ایک بھائی تو فوراً تیار ہو گئے لیکن دوسرے بھائی ابھی تک نہ جانے کا عزم کیے بیٹھے تھے۔

اب مسئلہ اس بھائی سے کرایہ نکلوانے کا تھا۔ پہلے تو اس بھائی نے کرایہ دینے سے صاف انکار کر دیا لیکن تھوڑی سی ہاتھا پائی کی تو وہ بھائی پیسے دینے کے لیے تیار ہو گئے لیکن وہ پیسے کم دے رہے تھے۔ اب دو تین بھائیوں نے انہیں پھر پکڑ لیا اور اپنے جانے کا کرایہ نکلوا ہی لیا۔

ایک بھائی کو امیر مقرر کیا گیا اور 10 ساتھیوں کا یہ قافلہ سیر کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مرکز سے باہر نکلے تو رکشہ روکا لیکن رکشے والا اتنے بندے دیکھ کر گھبرا گیا اور معذرت کر کے آگے بڑھ گیا۔ اس کے بعد دوسرے رکشہ والے کو روکا لیکن وہ بھی نہ مانا۔ اب ہم بے چارے ''بے سوارے'' تھے یعنی کوئی سواری نہ تھی۔

لہٰذا اب فیصلہ یہ ہوا کہ پیدل ہی جایا جائے۔ یوں ہم دس بھائی ''گیارہ نمبر'' پر (گیارہ نمبر سے مراد پیدل جانا ہے) ہی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہماری پہلی منزل عجائب گھر تھی۔ بڑی تیزی کے ساتھ ہم اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے کیونکہ یہ خبر کسی بھائی نے دی کہ عجائب گھر کے بند ہونے کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ جب عجائب گھر کا فاصلہ تھوڑا رہ گیا تو سوچا کسی سے پوچھ ہی لیا جائے عجائب گھر کے اوقات کے بارے میں۔ پوچھنے پر پتا چلا کہ عجائب گھر بند ہو چکا ہے۔ یعنی ہماری پہلی منزل ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔ اب ہمارا رخ تھا چڑیا گھر کی طرف تھا۔

ہم سب تیزی سے چڑیا گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ 4 کلومیٹر کا پیدل سفر کرنے کے بعد جب چڑیا گھر پہنچے تو چڑیا گھر کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔ جو اندر تھے ان کے باہر آنے کے لیے گیٹ کھلا تھا۔ باہر والوں کو اندر جانے کی بالکل اجازت نہیں تھی۔ ہم نے سوچا کیوں نہ گیٹ کیپر کی منت وسماجت کی جائے لیکن یہ حربہ بھی بے سود گیا۔

ہم نے بھی حوصلہ نہ ہارا۔ اب ہمارے سفر کے مسئول بھائی نے تمام بھائیوں کی ضیافت کرنے کا اعلان کیا۔ وہ کہنے لگے: اب آپ کی ضیافت Pizza ٹائپ چیز سے کی جائے۔ تمام بھائی بڑے پریشان ہوئے کہ پتا نہیں Pizza کی طرح کی کون سی چیز ہو گی۔ اتنے میں انہوں نے پاپڑ بیچنے والے کو گھیر لیا۔ چار روٹی نما پاپڑ لے کر بھائیوں میں تقسیم کر دیے اور کہا یہی ہماری Pizza نما چیز ہے، بھائی آپس میں تقسیم کر لیں۔ Pizza نما چیز کھانے کے بعد ہمارا رخ باغ جناح کی طرف تھا۔ باغ جناح میں داخل ہونے کے بعد کچھ دیر چلنے کے بعد فیصلہ ہوا کہ کچھ دیر کسی پلاٹ میں بیٹھا جائے یہ سوچ کر ہم تمام بھائی ایک پلاٹ کی طرف بڑھے۔ ابھی بیٹھنے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ مالی صاحب آ ٹپکے اور آ کر حکم سنانے لگے کہ اس وقت اس پلاٹ میں بیٹھنا منع ہے۔

پلاٹ سے بھی اٹھنا پڑا۔ اب تمام بھائیوں نے سوچنا شروع کیا کہ کیا کیا جائے۔ تین جگہوں سے تو ناکام ہو چکے ہیں۔ اچانک ذہن میں آیا کہ باغ جناح کے اندر ایک بہت بڑی لائبریری ہے جس کا نام قائداعظم لائبریری ہے۔ کیوں نہ لائبریری کا دورہ کیا جائے۔ تمام بھائی شور کرتے ہوئے قائداعظم لائبریری کے دروازے پر پہنچے۔ باہر سے دیکھنے پر محسوس ہوا کہ بہت بڑی لائبریری ہے۔ لیکن اتنی بڑی لائبریری کو اندر سے دیکھنے کی حسرت ہی دل میں رہ گئی...... کیونکہ جب دروازے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو گیٹ کیپر نے کارڈ چیک کروانے کو کہا۔

کارڈ تو ہمارے پاس تھے نہیں کیونکہ ہم تو پہلی دفعہ گئے تھے۔ گیٹ کیپر نے اعلان کیا کہ آپ اندر نہیں جا سکتے کیونکہ جس کا کارڈ بنا ہوتا ہے وہی اندر جانے کا مجاز ہو گا۔ (بقیہ صفحہ 15 پر)

گلدستہ روضہ

قرآن کا سب سے بڑا قاری

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا شمار قرآن مجید کے سب سے بڑے قراء میں ہوتا ہے۔ سرور عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے قرآن مجید چار افراد سے سیکھو۔ ① ابن مسعود، ② معاذ بن جبل ③ ابی بن کعب ④ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہم۔ جب نبی اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو انصار میں سب سے پہلے جس کو وحی لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک بار سرور عالم ﷺ نے ان کو بلا کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم مجھے قرآن سناؤ۔

انہوں نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی سے رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت بے حد پسند تھی۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابی رضی اللہ عنہ سب سے بڑا قاری ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بتاؤ قرآن مجید کی کون سی آیت انتہائی عظمت کی حامل ہے؟

انہوں نے عرض کیا ''آیت الکرسی'' ابیب بن کعب رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر رخ رسالت پر بشاشت آ گئی اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو دعا دی کہ تمہیں یہ علم مسرور کرے۔

(بحوالہ: رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں)

(فروہ الماس، فاطمہ مریم۔ جامعہ محمدیہ للبنات الاسلام شاہدرہ بہاولپور)

جھوٹ

☆......ایک جھوٹ چھپانے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

☆......جھوٹ بولنے سے گونگا ہونا زیادہ بہتر ہے۔

☆......مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا۔

☆......جھوٹ بولنے کا اثر گہرے زخم کا سا ہے جس کے بھر جانے کے بعد بھی نشان باقی رہتا ہے۔

☆......سچائی کامیابی جبکہ جھوٹ رسوائی کا سبب ہے۔

☆......جھوٹ معاشرے کا سب سے بڑا ناسور ہے۔

(سائرہ اعجاز۔ راکے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ)

مہکتے پھولوں کی خوشبو

☆......نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑے۔

☆......جب تو صبح کرے تو اپنے نفس سے شام کا ذکر نہ کر اور جب تو شام کرے، تو اپنے نفس سے صبح کا ذکر نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کل تیرا انجام کیا ہوگا۔

☆......جو چیز اولاد کے لیے بازار سے لاؤ پہلے لڑکی کو دو پھر لڑکے کو۔

☆......جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔

☆......برے آدمی کی اچھی بات دیکھ کر دھوکا نہ کھا اور شریف انسان کی غلطی یا سختی کے باعث اس سے تنفر نہ ہو جا۔

(حافظ ذونیرا بنت حاجی محمد یعقوب۔ فاروق آباد)

نبی اکرم ﷺ کے کنبے کے حالات

1- نبی اکرم ﷺ کے 9 چچا تھے۔ ان میں حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ابو طالب آنحضرت ﷺ کے ناصر (مددگار) تھے۔

2- 6 پھوپھیاں تھیں جن میں سے صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔

3- غلام: 12 سب کو آزاد فرمایا۔

4- لونڈیاں: 3، ان میں ایک ام ایمن تھی۔ جس نے حضور اکرم ﷺ کو گود کھلایا تھا۔ نبی اکرم ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

5- بیٹے 3: قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سب بچپن ہی میں فوت ہوئے۔

6- بیٹیاں 4۔ ① زینب رضی اللہ عنہا ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ تھے۔ ② رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ③ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے شوہر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے (ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوا تھا)۔ ④ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر علی رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان ہی کے بطن سے ہیں۔

7- بیویاں: 11۔ نبی اکرم ﷺ کی ہر ایک بیوی کا لقب خدا کے حکم سے ''ام المؤمنین'' مومنوں کی ماں ہے۔

① ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ② ام المؤمنین سودہ ③ ام المؤمنین عائشہ ④ ام المؤمنین حفصہ ⑤ ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ ⑥ ام المومنین ام سلمہ ⑦ ام المؤمنین زینب بنت جحش ⑧ ام المؤمنین جویریہ ⑨ ام المؤمنین ام حبیبہ ⑩ ام المؤمنین میمونہ ⑪ اور ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہن۔

(نورین فاطمہ۔ 461 گ ب سمندری)

تعلیمات دینی

☆......جس نے رسول اللہ ﷺ کا کہنا مانا اس نے اللہ کا کہنا مانا۔

☆......وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے۔ ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے، نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور برے کام کرنے سے منع نہ کرے۔

☆......دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے۔

☆......مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

☆......ماں باپ کو ستانے کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے۔

(آصف علی۔جامعہ حضرت کرمانوالہ ساہیوال)

محنت کی عظمت

ایک قافلہ ایک جگہ رکتا ہے۔لوگ سواریوں سے اتر کر خیمے لگاتے ہیں۔کھانا تیار کرنے اور کام کاج کی تقسیم کے لیے مشورے ہوتے ہیں۔لوگ اپنے اپنے کام کرنے کے لیے اٹھتے ہیں۔اتنے میں رسول اللہ ﷺ جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے تشریف لاتے ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو آپ ﷺ کے ایک اشارے پر خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ بھلا کب آپ ﷺ کے ذمے کوئی کام لگا سکتے تھے۔لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ گوارہ نہ تھا کہ دوسرے کام کریں اور آپ ﷺ محض بیٹھے رہیں۔اس لیے آپ ﷺ نے خود ہی اپنے لیے ایک کام تجویز کر لیا اور اس کی فوری تکمیل کر کے اپنا حصہ ادا کر دیا۔

(عائشہ غفار۔طیبہ ماڈل ہائی سکول ارزانی پور)

باتوں سے خوشبو آئے

☆......جب تم سکون کی کمی محسوس کرو تو اپنے رب کے حضور توبہ اور ندامت کا تحفہ پیش کرو کیونکہ انسان کے گناہ ہی ہیں جو دل کو بے چین رکھتے ہیں۔

☆......انسان صرف اس وقت پریشان ہوتا ہے جب وہ وقت سے پہلے اور نصیب سے زیادہ مانگتا ہے۔

☆......اپنے آپ کو بہتر سمجھ لینا جہالت ہے۔

☆......دنیا جس کے لیے قید ہے، قبر اس کے لیے آرام ہے۔

(صباء رفیق۔گڑھی گوندل)

سیرت رسول مقبول ﷺ

سیرت اس نبی ﷺ کی جس نے پیغام حق سنایا
انسانیت کا رستہ انسان کو دکھایا
پھیلیں جہاں میں ہر سو توحید کی شعاعیں
مشرق بھی جگمگایا مغرب بھی جگمگایا
دنیا سنوارنے کے سمجھائے سب طریقے
عقبیٰ ہو جس سے بہتر وہ راز بھی بتایا
بھولی ہوئی تھی دنیا اپنے خدا کو
خالق کے در پر اس نے مخلوق کو جھکایا

(حمزہ رفاقت۔گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال)

اسلام کی آمد سے پہلے

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
اب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں
جو ہوتی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کو جننے والی

اسلام کی آمد کے بعد

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ﷺ
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گُر ان کو اِک اِک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت سن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

(انتخاب: ساویہ پروین عبدالشکور۔ڈیرہ آرائیاں)

فلسطینی بچے...!

عبدالرحمن

18 نومبر کا اخبار میرے سامنے تھا...... پہلے ہی صفحے پر شائع ہوئی ایک تصویر عجب منظر پیش کر رہی تھی......سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ ''غزہ'' کا کوئی منظر ہے یا قیامت صغریٰ کا کوئی لمحہ...کسی ہسپتال کے سٹریچر پر ایک فلسطینی بچہ......خون میں نہایا......اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا......اس کی نگاہیں...... آنسو بہاتی اور اس کا سر سہلاتی......اپنی ماں کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں......زخمی ہاتھوں پر لگے خون نے...... ماں کے چہرے اور سکارف کو بھی رنگین کر ڈالا تھا...... ماں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ......کسی طرح اپنی جان سے عزیز......اپنے لاڈلے کو......خود میں سمو لے......یقیناً وہ کبھی ماتھا چومتی ہوگی......تو کبھی اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر...... پیار کرتی ہوگی......اخبار میں چھپی یہ تصویر......وہ تمام مناظر دکھانے سے تو قاصر تھی......مگر میں جانتا تھا...... ماں کی محبت ایسے ہی مناظر پیش کرتی ہے......لیکن......!! وہ پیارا فلسطینی بچہ......اپنی ماں کو روتا چھوڑ کر......اس دنیا کی وحشتوں سے......جلد ہی آزاد ہو گیا......

پیارے بچو! اسرائیلی طیاروں نے ایک بار پھر ''غزہ'' پر بارود کی بارش برسانا شروع کر رکھی ہے۔ ظالم یہودیوں نے نہ صرف حماس کے ہیڈ کوارٹر پر حملے کیے ہیں بلکہ بے گناہ شہریوں اور بچوں کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر اسرائیلی طیارے فلسطینی بچوں سے کیوں اس قدر خوفزدہ ہیں کہ وہ سکولوں پر بمباری کرنے سے بھی نہیں رکتے۔

ایک رپورٹ کے مطابق اب تک سینکڑوں سکولز اسرائیلی بمباری سے مکمل یا جزوی طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ ان میں پڑھنے والے ہزاروں بچے تعلیم جیسی بنیادی ضرورت سے نہ صرف محروم ہو گئے بلکہ سینکڑوں بچے شہید بھی ہوئے ہیں۔ اب تک ہزاروں بچے اسرائیلی جارحیت کا شکار ہو چکے ہیں۔ فلسطینی بچوں پر کیے گئے اس ظلم کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ فلسطینی بچے بھی اپنے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔ عالمی میڈیا پر شائع ہونے والی ایک پرانی تصویر بھی اس بات کو ظاہر کرتی ہے جس میں ''ایک چھوٹا سا فلسطینی بچہ اسرائیلی ٹینک کے سامنے سینہ تانے کھڑا ہے'' جیسے یہ کہہ رہا ہو: ''شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن۔''

اسرائیلی ظلم وستم کی یہ داستان جتنی پرانی ہے، فلسطینی بچوں کے ہمت وحوصلے کی کہانی بھی اسی قدر قدیم ہے۔ فلسطینی بچے بھی اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہاتھوں میں پتھر تھامے، ہر وقت تیار رہتے ہیں کہ کب کوئی اسرائیلی فوجی نظر آئے اور یہ ننھے مجاہدین اس پر پتھروں کی بارش برسا دیں۔ ان ننھے ہاتھوں سے کیے گئے طاقتور حملوں نے اب تک کئی اسرائیلیوں کو پہلے ہسپتال اور پھر جہنم کی راہ دکھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل تمام قوانین توڑتے ہوئے بچوں کو بھی نشانہ بنانے سے گریز نہیں کرتا۔

فلسطینی وزارت صحت کی رپورٹ کے مطابق ستمبر 2000ء سے اب تک 1433 فلسطینی بچوں کو شہید کیا گیا۔ صرف 2012ء میں جنوری سے اکتوبر تک 92 بچوں کو شہید کیا گیا۔ جبکہ ان حالیہ حملوں میں چند دنوں کے دوران 2 درجن سے زائد بچوں کو شہید کیا گیا ہے۔

پیارے بچو! اسرائیلی ظلم کی داستان یقیناً بہت افسوسناک ہے۔ لیکن ہمیں یہ سوچنا کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اور جسم کے ایک حصے کو بھی تکلیف آئے تو تمام جسم کو بخار محسوس ہوتا ہے۔ ہمیں بھی تو اس مذکورہ بالا حدیث کے مطابق ان فلسطینی بچوں کا درد محسوس ہونا چاہیے اور اگر ہمیں ان کا درد محسوس ہوتا ہے تو ہم ان کے درد کا مداوا کیسے کر سکتے ہیں؟ ان کے زخموں پر مرہم کیسے رکھ سکتے ہیں؟

تو اس کے لیے پہلا حل تو یہ ہے کہ ہم ان فلسطینی بچوں کو زیادہ سے زیادہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ کے حضور ان کی بھلائی اور ظلم سے نجات کے لیے رو رو کر دعا کریں تا کہ اللہ ان فلسطینی بچوں کو غاصب اسرائیلیوں سے نجات دے۔

دوسرا کام جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہ کہ جو لوگ ان فلسطینیوں کی مدد کرتے ہیں، ہم ان کی مالی مدد کریں تا کہ وہ ان فلسطینی بچوں کی بہتر انداز میں حفاظت کر سکیں۔ اپنی پاکٹ منی میں سے رقم جمع کریں اور اسے مجاہدین کے فنڈ میں جمع کروا دیں۔

تیسرا کام جو ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ کہ ہم بھی جہاد کی تیاری کریں تا کہ موقع ملنے پر ان اسرائیلی درندوں سے اچھی طرح نبٹ سکیں۔ صرف ان اسرائیلی غنڈوں سے ہی نہیں بلکہ تمام کافروں سے نبٹ سکیں اور ان سے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا بدلہ لے سکیں۔

ابوبکر! تم کہاں ہو؟

(کچھ سوگوار یادیں......!!!)

ہمارے دیرینہ لکھاری محترم طاہر نقاش بھائی کے بیٹے کی داستان حیات

(ماریہ نقاش۔لاہور)

''میں آپریشن نہیں کرواؤں گا، انہوں نے میری آنکھ کاٹ دینی ہے، یہ (ڈاکٹرز) کہتے ہیں ہم نے اسے بے ہوش کرنا ہے، انہوں نے مجھے مار دینا ہے، میں ہوش میں نہ آسکوں گا۔ میں نے صوفے کے پیچھے چھپ جانا ہے، یا بھاگ جانا ہے..... میں نے اپریشن ہرگز نہیں کروانا.......!!

یہ میرا موتی چمکدار روشن سرمگیں آنکھوں والا گول مٹول مسکراتے چمکتے دمکتے چہرے والا بھائی ابوبکر نقاش ہے۔ اس کو ڈاکٹر نے ماتھے پر ایک ہلکے سے معمولی چربی والے ابھار کو ختم کرنے کے لیے اپریشن تجویز کیا ہے اور وہ یہ تمام باتیں میرے انکل حبیب اللہ سے کر رہا ہے۔

انہوں نے امی جان کو بتایا کہ ابوبکر اپریشن کے لیے نہیں مان رہا۔ امی جان نے پاس بلا کر پیار سے کہا: ابوبکر بیٹے کچھ نہیں ہوتا تم نے یہ آپریشن کروانا ہے۔ ابو اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ کل تمہارا اپریشن ہے، تم نے رات 12 بجے کے بعد کچھ کھانا پینا بھی نہیں۔

ابوبکر نے امی جان کا یہ حکم سنتے ہی گردن جھکا لی اور نہایت فرمانبرداری سے کہنے لگا: جی امی جان! ایسا ہی ہوگا۔ اب آپ کو میرے منہ سے انکار سننے کو نہ ملے گا۔ یہ میرا عظیم بھائی کبھی کسی حالت میں بھی امی جان اور امی جان کی کسی بات کو ٹالتا نہ تھا بلکہ حکم سمجھ کر فوری اس پر عمل کرنا اپنا فرض جانتا تھا۔

میرے بھائی نے حکم سنتے ہی کھانا پینا چھوڑ دیا اور اپریشن کے لیے تیار ہوگیا۔ مجھے کیا علم تھا کہ آج کی رات میرے بھائی کی زندگی کی آخری رات ہے۔ صبح اس نے موت کی وادیوں میں ہمیشہ کی نیند جا سونا ہے۔ اگر پتہ ہوتا تو میں جی بھر کر اس سے باتیں کر لیتی۔ میرے اس چھوٹے سے بھائی کی بہت خواہش ہوتی تھی کہ وہ اپنی امی جان کے قدموں میں سوئے۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ انہی قدموں کے نیچے جنت ہے۔

زندگی کی آخری رات وہ معصوم سی شکل بنائے التجا بھرے لہجے میں امی جان کے سرہانے کھڑا کہہ رہا تھا: امی جان! ایک التجا ہے، جی میرا بیٹا بتاؤ جلدی سے ۔ امی جان نے تڑپ کر کہا۔ آپ کے قدموں میں سونے کو آج پھر دل چاہ رہا ہے۔ امی جان نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اجازت دے دی۔ وہ چارپائی کی پائنتی پر امی جان کے قدموں میں عقیدت و احترام سے پاؤں پکڑ کر ایسے سو گیا کہ جیسے اسے دنیا جہاں کے خزانے مل گئے ہوں۔

اگلی صبح ابھی سب سو رہے تھے کہ وہ سب سے پہلے اٹھا، وضو کیا، ایک طرف خاموشی سے جائے نماز بچھا کر اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہوئے نماز پڑھنے لگا۔ پھر برش کیا، نہا دھو کر کپڑے پہنے اور تیار ہو کر کہنے لگا:

امی جان! میں اپریشن کے لیے تیار ہوں۔ مجھے ہسپتال جلدی لے چلیں۔ کہیں ڈاکٹر آپ کو یہ نہ کہے کہ آپ نے لیٹ کر دیا ہے۔ بھائی کا آپریشن کے لیے دل نہ مان رہا تھا لیکن اس نے ایک دفعہ بھی اس کا اظہار نہ کیا۔

کیوں؟ اس لیے کہ امی جان کا حکم تھا۔ جسے وہ کبھی بھی رد نہ کر سکتا تھا۔ اطاعت و فرمانبرداری میرے بھائی پر ختم تھی۔ وہ اپنا ہر کام امی جان کی اجازت لے کر کرتا تھا۔ ہمیں حیرانی ہوتی تھی، اس وقت کہ جب اس نے واش روم جانا ہوتا تھا، واش روم کی حاجت بہت شدت کی ہوتی تھی لیکن وہ امی جان کے پاس آ کر کہتا:

امی جان! واش روم چلا جاؤں؟ امی جان ہنس کر کہتیں کہ لو یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، تو وہ کہتا کہ آپ کہہ دیں ناں کہ چلے جاؤ۔ تو امی جان کہتیں ہاں بیٹا جاؤ۔ تو وہ چلا جاتا۔ وہ اپنی زندگی کا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اجازت کے بعد کرتا تھا اور باقی بھائیوں سے اس وقت الجھ پڑتا تھا جب دیکھتا کہ وہ امی جان کے حکم کے مطابق کام نہیں کر رہے۔

کہتا امی جان! نے ایسے کرنے کو کہا ہے تم بھی ایسے کرو۔ اگر نہ مانتے تو طاقت سے منواتا اور کمزور پڑ جاتا تو خوب رونے لگتا۔ ہم بھاگے بھاگے جاتے، پوچھتے تو پتہ چلتا کہ یہ امی جان کے حکم کے مطابق کام نہیں کر رہے، اپنی مرضی کر رہے ہیں۔

آپریشن سے چند دن قبل میرا پیارا بھائی مجھے کہنے لگا: آپی جان! ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے جنت میں کہنے والے کے لیے ایک اتنا بڑا درخت لگ جاتا ہے کہ اگر دو دن تک مسلسل اس کے نیچے چلتے رہیں تو اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا ہے اور پتہ ہے آپی میں نے اپنی جنت میں ایسے کئی درخت لگوا لیے ہیں اور مزید بھی لگوا رہا ہوں۔ جب ہم جنت میں جائیں گے تو آپ نے میری اس جنت میں رہنا ہے۔

میں نے کہا: ہم کیوں آپ کی جنت میں رہیں گے۔ اللہ کریم ہمیں جو جنت دیں گے ہم تو اس میں رہیں گے۔ وہ یہ سن کر افسردہ ہو گیا اور التجا آمیز لہجے میں کہنا لگا:

آپی جان! آپ کو پتہ ہے ناں میرا اکیلے کا دل نہیں لگتا اور امی جان کے بغیر تو میں ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔ میں اللہ کریم سے دعا کروں گا کہ وہ ہمیں بہت بڑی خوبصورت باغات والی جنت دے دیں اور تمہاری جنتوں کو بھی میری جنت کے ساتھ ملا دیں گے، پھر تو تم سب میرے ساتھ مل کر رہو گے ناں۔ میں جنت میں بھی آپ سب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

(بقیہ صفحہ 15 پر)

سیل میلہ

اس مشہور سیل کے بارے میں تو آپ نے سنا ہی ہوگا یہ جس محلے، گلی یا جس بازار میں بھی جاتی ہے تو تہلکہ مچ جاتا ہے۔ لوگوں میں اور خاص طور پر بچوں میں خوشی کی لہر اور بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ بچوں کا دھیان ہر وقت اسی سیل میں اٹکا رہتا ہے۔

سکول میں ہوں، ٹیوشن میں یا مسجد میں ذہن اور سوچ ادھر ہی رہتا ہے کہ کب یہاں سے جان چھوٹے اور کب ہم سیل میں جائیں۔

لیں جی! ایسی ہی ایک سیل ہمارے بازار میں لگی۔ گھر گھر پوسٹر اور گلیوں میں بینرز لگا دیئے گئے۔ ابھی سیل شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ بچوں کی بڑی تعداد دکان کے پاس آتی اور پوچھتے کہ آخر کب یہ سیل شروع ہوگی۔ آخر ایک دن سیل کا آغاز ہو ہی گیا۔

آخر اس سیل میں ایسا ہے کیا جو بچے اتنے جوش وخروش سے اس سیل میں آتے ہیں۔ میں نے دیکھا تو اس سیل میں کچھ چیزیں 6 روپے، کچھ 10 روپے اور کچھ 15 روپے میں مل رہی تھی اور سب چیزیں انتہائی فضول اور گھٹیا تھیں۔ ان میں Ben 10 کی Games تھیں، Doremon کے یویو تھے کچھ Dairies تھیں جن میں چھوٹا بیم (Chota Beem) کی تصویریں بنی تھیں اور پنسلز، ربڑ، شاپنرز وغیرہ وغیرہ۔

یعنی ہر چیز پر کارٹونز بنے تھے اور بچے جیبوں میں پیسے بھرے ایسے خرید رہے تھے جیسے کوئی انوکھی چیز مل رہی ہو۔ آپ اندازہ کریں کہ ایک وقت میں وہاں بچوں کی تعداد تقریباً 70 کے قریب ہوگی کہ جو ہمارے مخالفین اور دشمنوں یعنی کفار کی بنائی ہوئی چیزیں خرید رہے ہیں کہ جن کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اپنی چالوں کے ذریعے مسلمان بچوں کو ان کے دین اسلام سے دور کر سکیں کیونکہ ان کفار کے بڑوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم مسلمان بچوں کو اپنی تہذیب اور کلچر کے ذریعے جیت لیں گے۔ یعنی ان کے ذہنوں کو بدل دیں گے۔

تو آج آپ دیکھ لیں کہ کفار پوری محنت کے ساتھ اور پوری کوششوں کے ساتھ ہمیں ہمارے دین سے دور کر رہا ہے۔ جن مسلمان بچوں کو اپنے دین اسلام سے محبت ہونی چاہئے تھی، جن کا دل نماز، قرآن، مسجد، سکول اور پڑھائی میں لگنا چاہیے تھا، وہی بچے آج Pogo، Ben10 اور Spiderman اور Doremon بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تو پیارے بچو! کفار اور مشرکین جو ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اور ہمیں اپنی گندی تہذیب کے ذریعے ہمارے دین اسلام سے دور کرنے میں مصروف ہیں۔ آیئے! ہم مل کر ان کا بائیکاٹ کریں اور اپنے گھروں اور اپنے بستوں اور اپنے سکولوں سے ان کی گندی تہذیب کو باہر نکالیں۔ کیونکہ یہ کفار اور مشرکین ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے اور ہمارے قرآن کو جلاتے ہیں

تو پیارے بچو! آج سے ہم نے ان فضول اشیاء کا بائیکاٹ کرنا ہے اور خریداری کرتے وقت اپنے ایمان کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا ہے اور یہ نہیں بھولنا کہ کفار کی مشابہت کرنے والا کفار کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔

(بلال شیخ۔ AMRS(FSD))

مکہ کلاک ٹاور

مکہ مکرمہ (حرم شریف) میں باب عبدالعزیز کے سامنے دنیا کا سب سے بڑا ٹاور تعمیر کیا گیا ہے۔ اس ٹاور کے اوپر دنیا کا سب سے بڑا گھڑیال نصب ہے جسے ''مکہ کلاک ٹاور'' کہا جاتا ہے۔ اس گھڑیال کو دنیا کے سب سے بڑے بھاری بھرکم گھڑیال ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

یہ عظیم الشان گھڑیال سعودی عرب کی ایک عظیم یادگار ہے۔ اس گھڑیال سے 17 کلومیٹر کی مسافت تک چاروں طرف دیکھا جاسکتا ہے۔ اس گھڑیال کی لمبائی 43 میٹر اور زمین سے بلندی 400 میٹر ہے۔ گھڑیال کے چاروں طرف مختلف رنگوں کے بلب لگائے گئے ہیں جو نمازوں اور اذان کے اوقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

حرم شریف میں باب عبدالعزیز کے سامنے ٹاور پر نصب دنیا کا سب سے بڑا گھڑیال لندن کے مشہور بگ بینگ گھڑیال سے چھ گنا بڑا ہے۔ یہ ٹاور فن تعمیر کی ایک اچھوتی یادگار ہے۔ عالمی ماہرین نے اسے فن تعمیر کا دلکش نمونہ قرار دیا ہے جو کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اپنے دیوہیکل قد وقامت کی وجہ سے یہ ٹاور مکہ مکرمہ کی ہر جگہ سے نہ صرف یہ کہ بآسانی دیکھا جاسکتا ہے بلکہ راستے کے تعین میں بھی خاصا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ مکہ کلاک ٹاور کے چاروں اطراف سے رمضان اور عیدین کے مواقع پر اذان کے ساتھ خوشی کے اظہار کے لیے لیزر شعاعوں کا ایسا تیز فوارہ نکلتا ہے (بلند کیا جاتا ہے) کہ جس کی روشنی دیکھنے والوں پر اپنا سحر دیر تک قائم رکھتی ہے۔

مٹی، دھول، بارش سے بچاؤ کے لیے گھڑیال کا ایک جامع ترین سسٹم ہے۔ دنیا کا یہ سب سے بڑا گھڑیال شمسی توانائی سے چلتا ہے۔ مکہ کلاک ٹاور ایک مربع کی شکل میں ہے، جس کی ہر جانب 43 میٹر پر مشتمل ہے۔

یہ اچھوتی گھڑی 98 ملین رنگین شیشے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے اور روشنی کے لیے 2 ملین (LED) سیل استعمال کیے گئے ہیں۔ گھڑی کی ہر سوئی کو متحرک رکھنے کے لیے اپنی ایک الگ موٹر ہے اور اس کی سوئیوں کا مجموعی وزن 21 ٹن سے زیادہ ہے۔

ٹاور کے اوپر دنیا کا سب سے بڑا ہلال نصب ہے۔ جس کا قطر 23 میٹر سے زیادہ ہے۔ لفظ ''اللہ اکبر'' کے الف کی لمبائی 23 میٹر سے زیادہ ہے۔

اذان کے وقت گھڑیال سے منسلک 21 ہزار سفید اور سبز لائٹیں روشن ہوتی ہیں جس سے مینار کی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں جس کا نظارہ مکہ مکرمہ کی ہر جگہ سے بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

815 میٹر بلند دنیا کے اس عظیم گھڑیال کی تنصیب پر تین ملین ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ مکہ کلاک ٹاور سعودی عرب کے فرمانروا خادم الحرمین شریفین ''شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز'' کی زیرنگرانی عرصہ دوسال میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔

(محمد لقمان بن مشتاق احمد۔ چک نمبر L.170/9)

دریائے خون

فارسیوں کے خلاف تین بڑی جنگیں ہو چکی تھیں اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بڑی کامیابی سے یہ جنگیں فتح کر چکے تھے۔ ان جنگوں سے بچے کھچے بھگوڑے اِلّیس کے مقام پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب ان کے یہاں جمع ہونے کی خبر ہوئی تو انہوں نے اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا اور اِلّیس کے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں راستہ میں حسیف کا دریا عبور کرنا پڑا۔ ایران کے شاہی دربار میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی۔ وہ اس بات پر سخت حیران تھے کہ بھوکے ننگے اور تہذیب وتمدن کی زندگی سے ناآشنا مختلف قبائل میں بکھرے ہوئے بدو کس طرح ایک عظیم طاقت بن کر ان کے بڑے بڑے تین لشکروں کو شکست دے چکے ہیں۔

چنانچہ شاہی دربار سے ایرانی فوج کے سپہ سالار اعظم ''بہمن'' بنے۔ اس نے اپنے نائب سپہ سالار ''جابان'' کو اِلّیس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود مناسب ہدایات اور مشورہ لینے کے لیے مدائن پہنچ گیا۔

جب جابان اِلّیس پہنچا اس نے وہاں عیسائی عربوں کی لاتعداد فوج دیکھی اور بڑا خوش ہوا۔ عیسائی عربوں کا سپہ سالار عبدالاسود تھا جس کے دو بیٹے دجلہ میں قتل ہو چکے تھے۔ وہ آتش انتقام بنا ہوا تھا۔

جابان کے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ اپنے تیز رفتار رسالے کے ساتھ اِلّیس پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے اپنی حربی بصیرت سے کام لیتے ہوئے حالات کا جائزہ لیا اور جا کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مطلع کر دیا۔ اس پیغام کا سننا تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے پڑاؤ سے کوچ کیا۔ مسلمانوں کا لشکر جس وقت دشمن کے لشکر کے سر پر پہنچا، دشمن کھانا کھانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ادھر وہ کھانے پر بیٹھے اِدھر مسلمانوں کا لشکر ان پر کود پڑا۔ صرف عیسائی عرب مقابلہ کے لیے آئے۔

فارس کے لشکر نے جب سروں پر موت کے سائے دیکھے تو وہ بھی میدان جنگ میں کود پڑے۔ محاذ جنگ سے دریا تقریباً دو میل دور تھا۔ عیسائی عرب سردار پہلے حملے میں ہی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ ابتدائی دو گھنٹے بڑی شدت کی جنگ رہی۔ جنگ کا زیادہ زور دریا کے کنارے تھا۔ مسلمان آگے بڑھنے کی کوشش کرتے مگر پیچھے دھکیل دیئے جاتے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

''اے اللہ! اگر تو ہمیں فتح دے تو میں ان دشمنان اسلام میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مسلمانوں نے اسرِ نو منظّم ہو کر حملہ کیا۔ سہ پہر کے قریب ایرانی لشکر میں ہزیمت کے آثار نظر آنے لگے اور پھر وہ بھاگنے لگے۔ ہزاروں قتل ہوئے۔ بھاگتے ہوئے ایرانی لشکر کے متعلق سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالے کو حکم دیا کہ انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ مسلمان مجاہد ایرانیوں اور عیسائی عربوں کو ٹولیوں میں ہانک کر لاتے رہے اور دریا کے کنارے انہیں قتل کیا جاتا رہا۔ یہ سلسلہ تمام رات، اس سے اگلا پورا دن اور اس سے اگلے دن کے کچھ حصے تک جاری رہا۔

تیسرے دن کے آخری وقت آخری آدمی قتل ہوا۔ طبری کے قول کے مطابق اس جنگ میں ستر ہزار ایرانی اور عرب عیسائی قتل ہوئے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ دریا کا تمام پانی خون سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس لیے اسے دریائے خون کا نام دیا گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جنگ موتہ کے بعد اِلّیس کی جنگ تمام عمر یاد رہی اور مستقبل میں اکثر اس جنگ کا ذکر کرتے تھے۔ (استفادہ: حیات سیف اللہ)

(زبیر بن خالد، عثمان بن خالد مرجالوی)

الفاظ تلاش کریں

محرم، روزہ، ظلم، صغریٰ، مشیت، فیصلہ، غزہ، اسرائیل

ا	ب	ن	ح	ھ	ل	ک	ا	ے	ر
س	گ	ف	ظ	ن	ک	ھ	س	ء	ع
ف	ی	ص	ل	ہ	ھ	گ	د	ی	ا
ل	چ	ے	م	ز	ص	ا	ف	ہ	س
س	ش	ج	ش	ح	غ	س	غ	پ	ر
ط	ز	ھ	ی	ب	ر	و	ز	ہ	ا
ی	ک	ج	ت	ی	ئ	م	ہ	ل	ء
ن	ل	گ	م	ک	س	د	گ	ک	ی
چ	ی	ف	ن	ج	ف	ف	ھ	ج	ل
ب	ن	ک	ھ	گ	د	س	ا	ق	و

پزل گیم

نیچے دی گئی تصویر کے تمام حصوں کو کاٹ کر علیحدہ کرلیں اور دی ہوئی تصویر کے مطابق مکمل کر کے اس کے نمبرز کی ترتیب ہمیں ارسال کریں۔ درست ترتیب ارسال کرنے والوں میں قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

شمارہ 130 کے انعام یافتگان

پہلا انعام

عبید الرحمان، چیچہ وطنی

دوسرا انعام

سعید کوثر، کراچی

تیسرا انعام

اسامہ، راولپنڈی

ادھوری ملاقات

☜......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سنائیے ایڈیٹر بھیا کیا حال ہے آپ کا؟ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

روضۃ الاطفال میں نئے ساتھیوں کی بھرمار دیکھ کر میں نے بھی آج پھر میدان میں کودنے کا فیصلہ کیا۔ بہت پہلے میں نے روضہ میں ایک خط لکھا۔ جسے میں روضہ میں نہ پاکر ہمت ہار بیٹھی۔ لیکن اب دوبارہ قلم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ اس دفعہ آپ روضہ میں ضرور جگہ نہیں دیں گے۔

اب بات ہوجائے تحریروں کے بارے میں تحاریر ساری بہت اچھی لگیں۔ ویسے تو سارا روضہ ہی بہت اچھا ہوتا ہے۔ اللہ اس پیارے گلشن کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں گزارش ہے کہ ردی کی ٹوکری کی بھوک مٹانے کے لیے صاف کاغذ اس میں ڈال دیجیے گا اور میرے اس خط کو روضۃ الاطفال کی زینت بنائیے گا۔ ورنہ ہم ایک بار پھر ہمت ہار سکتے ہیں۔ (بھوک تو آپ کی تحریروں سے مٹتی ہے، کاغذ تو محض ایک بہانہ ہے......سو!) والسلام

(اخت شہید طیبہ اقبال۔ مرکز طیبہ مرید کے)

☜......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

13 اکتوبر کو روضۃ الاطفال کا شدت سے انتظار تھا کہ تھوڑی دیر بعد طلحہ بھائی نے رسالہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے گزارا تو مارے خوشی کے منہ سے چیخ نکل گئی اور ہم نے ان سے رسالہ چھین لیا۔ دل تو پہلے ہی دھڑک رہا تھا کہ تحریر شائع ہوئی یا نہیں۔ رسالہ دیکھ کر دھڑکن قلب بتدریج کم ہوئی اور ہم فوت ہوتے ہوتے رہ گئے کیونکہ بات پرانی تھی کہ اس دفعہ بھی تحریر شائع نہ ہوئی۔ مایوسی کو قریب پھٹکنے نہ دیا کہ ''مایوسی گناہ'' ہے بلکہ بے اختیار بہنے والے آنسوؤں کا گلہ گھونٹ کر امید کا دامن پکڑا۔

اگر متواتر، خوشخط اور اصولوں کے عین مطابق لکھوگے تو تمہاری تحریر شائع ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا (اللہ کرے ایسا ہی ہو) ہم نے امید حوصلہ اور ولولے کی روشنائی تیار کر کے صفحۂ قرطاس پر قلم دوڑایا کیونکہ ہم ناامید نہیں تھے۔ اقبال صاحب برابر حوصلہ افزائی فرما رہے تھے۔

نہ ہو نومید ، نومیدی زوالِ علم و عرفان ہے
امید مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

ایڈیٹر صاحب!

آپ سے زبردست اپیل
اشاعت کی کرو سبیل
کراؤ نہ انتظار طویل
ورنہ آنسوؤں کا ہو گا نیل

ہم اس خیال کے زبردست حامی ہیں۔

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

روضۃ الاطفال کے تمام لکھاریوں کو اور قارئین کو سلام۔

ردی کی ٹوکری کی زینت بننے سے بچائیں اور اسے کچھ اور کھانے کے لیے دیں۔ اگر آپ نے ہماری تحریر شائع نہ کی تو ہم......!!

صبر کا ایک طویل جام پی لیں گے
اور روضہ سے چھٹی ہو جائے گی
(دیں نہ ہم کو دہائیاں طویل
ردی کی ٹوکری کی بھوک نہ ہے قلیل
خط ہے آپ کا زیادہ ثقیل
احتیاط! آنسو ہو جائیں گے نیل سے طویل)

(اخت طلحہ حسنین بخاری۔ بھیرووال تحصیل پھالیہ)

☜......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر بھیا کیا حال ہے؟

امید ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے۔

شمارہ نمبر 129 ملا۔ بہت ہی پر جوش تھا۔ یہ ہمارا دل کا ستارہ پسندیدہ میگزین ہے۔ جب تک اس کو پڑھ نہ لیں دل کو سکون نہیں ملتا۔ اس شمارے میں خصوصاً جنگل میں خوراک، بے مثال حکمران، بچوں کی سائنس کا سلسلہ بہت ہی دلچسپ لگا۔ اس رسالہ کو اللہ تعالیٰ دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ٹوکری سے کوئی 50 فٹ دور رکھئے گا۔ وہ بہت بڑی ہے (اتنی بھی بڑی نہیں ہے۔ بیچاری چھوٹی سی تو ہے) اور ہماری اچھی تحریریں ہڑپ کر جاتی ہے۔

(بریرہ، سدرہ، نسرین، ایمن۔ طیبہ ماڈل سکول مستووال)

☜......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی جی کیا حال ہیں آپ کے اور میری رہنما ردی کی ٹوکری کے؟

بھیا! آپ کے حال تو ٹھیک ہی ہوں گے۔ آپ یہ سن کر ٹھٹک گئے ہوں گے کہ ردی کی ٹوکری میری رہنما! ہاں بھائی! وہ اس طرح کہ اگر میں نے اپنی لکھائی کو مدنظر رکھ کر اچھی تحریر لکھی ہوگی تو وہ ضرور اطفال میں شائع ہوجائے گی اور ٹوکری سے بچ جائے گی اور اگر میں نے ان دونوں باتوں کو مدنظر نہ رکھا تو ضرور وہ ردی کی ٹوکری کو ہضم کرنا پڑے گی اور مجھے اپنی غلطی کا احساس بھی ہوگا جو کہ آج کل انسانوں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ سمجھ گئے نا آپ میری بات؟ (معاملہ شناس واقع ہوئے ہیں آپ تو......!)

میں روضۃ الاطفال کی قاری ہونے کے ساتھ ساتھ اب تو ماشاء اللہ سے اس کی لکھاری بھی ہوں۔ میں نے کافی کچھ اس کے لیے بھیجا۔ کچھ شائع ہوئیں، کچھ نہیں مگر ہم اس بات کے زیر اثر ہیں کہ ''مایوسی گناہ ہے'' اور کہا جاتا ہے کہ ''جب تک سانس تب تک آس۔''

(مریم بشیر۔ لنگوکے ضلع قصور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سنائیں ایڈیٹر محترم! کیسے مزاج ہیں؟ امید ہے کہ باخیریت روضۃ الاطفال کی تیاری میں مشغول ہوں گے اور ساتھ ہی ردی کی ٹوکری معصوم بچوں کی تحریریں ہضم کرنے کے لیے منہ کھولے بیٹھی ہوگی اور ماشاءاللہ آپ کی بھی سخاوت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہوگی اور بہت سی تحاریر اس کی نظر کر رہے ہوں گے۔

(بھوکوں کو کھانا کھلانا بھی ثواب کا کام ہے)

چلو جی! یہ باتیں تو تھیں محض دل لگی کے لیے۔ آتے ہیں پیارے روضے کی طرف۔ میں روضہ الاطفال کا بہت پرانا خاموشی قاری ہوں۔ مگر لکھنے کی جسارت اب کر رہا ہوں۔ میں روضۃ الاطفال کا بغور مطالعہ کرتا ہوں۔ اس میں سچے اسلامی واقعات سے خوب لطف اندوز ہوتا ہوں اور ان پیاری اسلامی باتوں پر عمل پیرا ہونے کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے روضہ کے کچھ سلسلے بہت زبردست لگے ہیں۔ جیسا کہ ''کچھ باتیں وادی کی'' اور ساتھ ہی ''بچپن ان شہیدوں کا'' امید ہے کہ آپ ان سلسلوں کو مزید ترقی دیں گے۔ ان شاءاللہ

(ابوالقاسم طلحہ بن خالد مرجالوی مرکز ستیانہ بنگلہ)

پزل گیم درست بھیجنے والوں کے نام

اخت علی حسن بن افتخار۔ سیالکوٹ، مریم بی بی۔ پاکپتن، محمد رمضان۔ ملتان، منور علی۔ میانوالی، اخت عمر۔ گوجرانوالہ، عبدالرحیم محسن، حافظ محمد انس سعید۔ فورٹ عباس، خنساء الرحمٰن۔ شیخوپورہ، کوثر ناز۔ کراچی، رانا حماد الرحمٰن۔ شیخوپورہ، محمد حمزہ۔ ملتان، محمد مبشر۔ کراچی، محمد اسلم۔ کراچی، محمد نعمان۔ عارف والہ، محمد بلال۔ قصور، عتیق الرحمٰن۔ چونیاں، محمد مبشر۔ چونیاں، محمد صداقت۔ چونیاں

بقیہ: سیر بے سیر

اب تمام بھائی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ یہ چوتھی جگہ تھی جہاں سے ناکام ہوئے۔ اب سفر کے مسئول بھائی نے اعلان کیا کہ اب آپ کی تواضع مرغ کے ذائقہ والی ایک چیز سے کی جائے گی۔ سامنے سے نمکو بیچنے والا آرہا تھا۔ مسئول بھائی نے تمام بھائیوں کو پورے پانچ پانچ روپے کی مرغ دال کا پیکٹ لے کر دیا۔ اب کافی دیر ہوچکی تھی۔ نماز کا وقت ہونے والا تھا جبکہ ایک جگہ رہ گئی تھی۔ وہ تھی علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی مسجد۔

تمام بھائی اتنی سیر کرنے کے بعد کافی تھک چکے تھے کیونکہ تمام سیر پیدل ہی کی تھی۔ علامہ صاحب کی مسجد میں پہنچے اور نماز ادا کی تو ساری تھکاوٹ دور ہوچکی تھی جبکہ ہماری سیر بھی مکمل ہوچکی تھی۔ واپسی پر بھی یہی فیصلہ ہوا کہ پیدل ہی جایا جائے۔ واپسی پر تمام بھائی خوشی خوشی آرہے تھے۔ 6 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جب مرکز کے قریب پہنچے تو مسئول بھائی نے ایک اور خوشخبری سنائی کہ اب ان شاءاللہ آپ کی تواضع پراٹھوں سے کی جائے گی۔

اب پراٹھا ٹائپ چیز نہیں تھی بلکہ سچ میں پراٹھے تھے۔ ہم نے بہت سفر کیا تھا اس لیے بھوک کافی لگی ہوئی تھی۔ تمام بھائیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور مرکز واپس آگئے۔ یہ تھی ہماری کبھی نہ بھولنے والی سیر۔ مجھے امید ہے کہ ایسی سیر آپ نے کبھی نہیں کی ہوگی۔

(ساجد الرحمٰن)

بقیہ: ابوبکر تم کہاں ہو؟

تو یہ اتنی بڑی بڑی باتیں اپنے چھوٹے سے بھائی سے سن کر میں حیرانی سے سوچوں کے سمندر میں ڈوب جاتی۔ میرے اس عظیم بھائی کی زندگی کے تین اصول تھے جن کے گرد اس کی زندگی گھومتی تھی اور جو اس نے مجھے بتائے تھے:

1- جھوٹ کسی حالت میں بھی نہ بولنا اور نہ سننا اور برداشت کرنا۔

2- کبھی بھی کسی سے کچھ نہ مانگنا، نہ مطالبہ کرنا۔

3- ہر حال میں والدین کا حکم ماننا اور دوسروں سے منوانا۔

کئی دفعہ سچ کی وجہ سے اسے مار پڑ جاتی تو چھوٹے بھائی کہتے کہ تم بات گول مول کر دیتے تو مار سے تو بچ جاتے تو وہ جھٹ کہتا کیوں جی! میں کیوں جھوٹ بولتا، جھوٹ بولنے سے اللہ کریم ناراض ہوتے ہیں اور جہنم کی آگ میں پھینک دیتے ہیں۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے، ہم نے آج تک صرف ایک دفعہ بھی اس کے منہ سے جھوٹ نہیں سنا تھا۔ جنت کے سودے آسان تھوڑی ہیں۔

میرے بھائی نے نو سال ہمارے اندر گزارے۔ لیکن کبھی ایک دفعہ بھی کسی بات کا یا چیز کا امی جان سے مطالبہ یا فرمائش نہیں کی۔ مجھے وہ کہا کرتا تھا:

آپی جان آپ کو میرے اصول کا پتہ ہے۔

(جاری ہے)

بچّوں کی سائنس

کھڑا انڈا......!!

انڈہ اور وہ بھی کھڑا......!! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انڈا کھڑا ہوجائے۔ آیئے یہ تجربہ کرتے ہیں۔

آپ کو یہ سامان گھر سے ہی مل جائے گا۔مگر آپ کو امی جان کی ڈانٹ پڑے گی۔ چلو سامان آپ کو چاہیے بھلا کون سا؟

چلیے جی!

① انڈا۔ ② نمک۔ ③ میز۔ ④ میز پوش۔

یہ تجربہ ویسے آپ کو رات کے وقت کھانے کے بعد کرنا چاہیے۔ جب سب کھانا کھا چکے ہوں۔ اب آپ کو کرنا کیا ہے ،ہم بتاتے ہیں۔ آپ پہلے سے ہی میز پر تھوڑا سا نمک تقریباً تین سے چار چمچ گرادیں اور اس کے اوپر میز پوش ڈال دیں اور جب سب کھانا کھالیں تب ان سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے اور پہلے سے میز پر رکھے نمک سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ انڈا کھڑا کر کے ان کو بتانا ہے کہ انڈا کھڑا نہیں ہوسکتا لیکن پھر اس چھپے نمک پر رکھ کے کہنا ہے کہ یہ کمال ہمارا ہے یہ کمال ہمارا ہے...... اور سب کو کر دینا ہے...... حیران......! پھر وہ خود بخود ہوجائیں گے پریشان......!

لو بھئی! اب مبشر کو اجازت دیں۔

مبشر بن قاری بشیر۔ بھلوال